بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

قرآن و سنت کا پیغام

پروفیسر خورشید احمد

انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا کوئی شمار نہیں لیکن مالک کی ان بے حساب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت وہ ہدایت ہے جو اس نے اپنے بندوں کو' جینے کا سلیقہ اور مرنے کے آداب سکھانے کے لیے مرحمت فرمائی ہے۔ یہ ہدایت اشرف المخلوقات بننے کے لیے انسان کی رہنمائی فرماتی ہے۔ یہ جو انسان اور حیوان کے درمیان وجہ تمیز ہے اور اس کے ذریعے انسان تاریکیوں سے روشنی کی طرف سفر کر سکتا ہے' زندگی کے معانی اور کائنات کی حقیقت سے روشناس ہوتا ہے اور خدا کی اس زمین پر اپنا حقیقی کردار ادا کرنے کے لائق بنتا ہے تاکہ آخرت کی زندگی میں کامیاب و کامران ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کا مکمل اہتمام فرمایا ہے۔ جسم و جان کے رشتے کو برقرار رکھنے کے لیے جن جن وسائل کی ضرورت ہے وہ زمین و آسمان میں ودیعت کر دیے گئے ہیں۔ ان سے استفادہ کرنے کی صلاحیتوں سے انسان کو آراستہ کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر اس کی روحانی' اخلاقی' ذہنی اور تہذیبی و تمدنی ترقی کے لیے وہ ہدایت اور رہنمائی اپنی کتابوں اور اپنے انبیا کے ذریعے فراہم فرمائی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر وہ دنیا اور آخرت میں انتہائی بلندیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔

زمین پر آدم کے سفر کے آغاز ہی میں اسے اس نعمت سے فیض یاب کر کے کامیابی کے راستے کی نشان دہی فرما دی کہ جو اس ہدایت کے مطابق زندگی گزارے گا وہی کامیاب رہے گا۔

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ (البقرہ ۲:۳۸-۳۹) پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمھارے پاس پہنچے' تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے

کسی خوف و رنج کا موقع نہ ہوگا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ہدایت اور رہنمائی کا یہ نظام ازل سے جاری ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ اللہ کے تمام رسول اور نبی اپنے اپنے دور میں اللہ کی کتاب اور اس کی روشنی میں اپنی تعلیم اور مثال کے ذریعے یہ رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور اس ہدایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنی آخری اور مکمل ترین شکل میں انسانیت کو قیامت تک کے لیے فراہم کر دیا گیا۔ قرآن اور سنت نبویؐ روشنی کا ایک ایسا مینار ہے جو زمین پر انسانی زندگی کے آخری لمحے تک تابندہ رہے گا اور جس کے ذریعے انسان دنیا میں حیات طیبہ کے حصول اور آخرت میں نہ ختم ہونے والی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل ۱۶:۹۷) جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر، ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے)۔

یہ انسانیت کے لیے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے جو اس کی رحمت کی بھی مظہر ہے۔ بلاشبہ اس نعمت کے وہی مستحق ہیں جو کتاب و سنت کی اس رہنمائی کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں اور اس آب حیات سے زندگی کو سیراب کرتے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (اٰل عمرٰن ۳:۱۶۴)
درحقیقت اہل ایمان پر اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سکھاتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے، اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

قرآن ہی اصل ہدایت ہے اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی اس کا وظیفہ ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۷:۹)
حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے، جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انھیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

قرآن ہی وہ نور ہے جو دلوں کو روشن کرتا ہے اور زندگی کی پوری شاہ راہ کو تابناک کر کے صراط مستقیم پر انسان کی پیش قدمی کو یقینی بنا دیتا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چلنے سے دنیا بھی منور اور آخرت بھی منور!

اللہ' اس کے رسولوں اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ تو سب ہی الہامی ادیان کے پیرو کرتے ہیں لیکن جو چیز امت مسلمہ کو دوسروں سے ممتاز اور ممیز کرتی ہے وہ قرآن اور اس سب سے سچے انسان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے جس پر قرآن نازل ہوا اور جو قرآن کا سراپا تھا۔ توحید' رسالت اور آخرت کا بھی وہی تصور معتبر ہے جو پہلے قرآن اور صاحبؐ قرآن نے پیش کیا ہے۔ یہی حق و باطل کی کسوٹی اور فرقان ہے۔ ہدایت کا اب ایک اور صرف ایک منبع ہے اور وہ قرآن اور سنت صاحبؐ قرآن ہے۔ یہی ماضی میں ملنے والی ہدایت کا مصدق اور مہیمن ہے اور یہی مستقبل کے لیے مشعل راہ۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ ازلی اور ابدی کلام ہے جو اس نے اپنے سچے اور آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ یہ اللہ کی طرف سے بھیجی جانے والی ہدایت کا مجموعہ ہے۔ اس میں عقاید' عبادات' انفرادی و اجتماعی اخلاق اور نجی اور تہذیبی زندگی کے لیے وہ رہنمائی فراہم کی گئی ہے جو وحی کے سوا کسی اور ذریعے سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔ یہ علوم و معارف کا گلدستہ ہی نہیں' اوامر و نواہی اور وعدہ و وعید کا کامل مرقع ہے اور انبیاے سابقین پر نازل ہونے والے صحیفوں اور کتب کا عطر اور خلاصہ ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کے اصول و اسباب بھی اس میں اس طرح بیان کر دیے گئے ہیں کہ ماضی سے عبرت حاصل کی جا سکے اور مستقبل کی تعمیر حق و انصاف اور خیر اور صداقت کی بنیادوں پر کامیابی سے کی جا سکے۔

قرآن نے خود اپنے کو جن ناموں اور صفات سے روشناس کرایا ہے ان کی تعداد ۵۰ (کچھ دوسرے اصحاب تحقیق کی رائے میں ۹۹) ہے جو ان پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں جن سے قرآن اور اس کا پیغام عبارت ہے۔ خود قرآن کے پیغام کو سمجھنے اور اس سے صحیح بنیادوں پر رشتہ استوار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ قرآن خود اپنے کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے اور ان کی روشنی میں انسانی زندگی میں اس عظیم کتاب کا کیا کردار سامنے آتا ہے۔

پانچ ناموں کا قرآن میں بکثرت ذکر ملتا ہے: **القرآن** (وہ صحیفہ جو پڑھا جاتا ہے)' **الکتاب** (وہ مجموعہ جو مرتب و مدون ہے اور جو قانون کا درجہ رکھتا ہے)' **الفرقان** (وہ جو حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے اور ان کے لیے کسوٹی کی حیثیت رکھتا ہے)' اور **الذکر** (جو نصیحت اور یاد دہانی کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے پند و نصائح سے عبارت ہے)' اور **الھدٰی** یعنی ہدایت کے اور رہنمائی۔

قرآن کا مرکزی موضوع انسان کی ہدایت ہے' اس لیے اسے الھدٰی قرار دیا گیا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرہ ۲:۲) یہ اللہ کی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(البقرہ ۲:۹۷) جبرئیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمھارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ (البقرہ ۲:۱۸۵)۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔

قرآن کتاب ہدایت ہے اور الھدٰی ہونے کے لیے جس جس شرط اور صفت کی ضرورت تھی' ان سب کی جامع ہے۔

۱- ہدایت کے لیے سب سے پہلی ضرورت یہ تھی کہ وہ خالق کائنات کی طرف سے ہو' کسی انسان یا انسانوں کے ذہن کی پیداوار نہ ہو۔ قرآن صرف اللہ کا کلام اور اس کی نازل کردہ وحی کا مجموعہ ہے جس میں نہ ایک شوشے کا اضافہ ہوا اور نہ کمی۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ (المومن ۴۰:۲) اس کی کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے' سب کچھ جاننے والا' تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (السجدہ ۳۲:۲) اس کتاب کی تنزیل بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر ۱۵:۹) رہا یہ ذکر' تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

۲- ہدایت کے لیے ضروری تھا کہ وہ علم اور حق پر مبنی اور علم اور حق کا مرقع ہو جسے ثبات اور دوام حاصل ہو اور جو مرور زمانہ سے متاثر نہ ہو بلکہ زمانے کا صورت گر ہو۔ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (الاعراف ۷:۵۲) ہم ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کی بنا پر مفصل بنایا ہے اور جو ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ○ (الرعد ۱۳:۳۷) اس ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی تم پر نازل کیا ہے اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمھارے پاس آچکا ہے' لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی تمھارا حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکے گا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ (الشوریٰ ۴۲:۱۷) وہ اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ یہ کتاب اور میزان نازل کی ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ (البقرہ ۲:۱۷۶) اللہ نے تو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق کتاب نازل کی تھی۔

۳- ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف شک و شبہ سے بالا ہی نہ ہو بالکل صاف اور واضح ہو۔

کھلی کھلی نشانیوں سے عبارت' اس کی رہنمائی دو اور دو چار کی طرح نمایاں اور حق کے ہر متلاشی کے لیے کھلی کتاب کے مانند ہو۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○ (النحل ۱۶:۸۹) ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ (حم السجدہ ۴۱:۳-۴) ایک ایسی کتاب جس کی آیات خوب کھول کر بیان کی گئی ہیں' عربی زبان کا قرآن' ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔ بشارت دینے والا اور ڈرا دینے والا۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (المائدہ ۵:۱۵-۱۸) تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں' سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

۴- ہدایت ہی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی اور صحیح اور غلط کے لیے کسوٹی ہے۔ یہی وہ میزان ہے یعنی اللہ کی شریعت جو ترازو کی طرح تول کر صحیح اور غلط' حق اور باطل' ظلم اور عدل' راستی اور ناراستی کا فرق واضح کر دیتی ہے اور یہی وہ قانون حیات اور دستور زندگی فراہم کرتی ہے جس پر چل کر انسان دنیا میں کامیاب اور آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ (الحدید ۵۷:۲۵) اور ان یعنی رسول کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان ۲۵:۱) نہایت معتبر ہے وہ ذات جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہاں والوں کو خبردار کر دینے والا ہو۔

۵- یہ ہدایت نور کا سرچشمہ اور روشنی کا اصل منبع ہے۔ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖ اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ (الحدید ۵۷:۹) وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیات نازل کر رہا ہے تاکہ تمھیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ (ابراھیم ۱۴:۱) اے محمدؐ' یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمھاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ' ان کے رب کی توفیق سے اس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

۶- یہ ہدایت تمام روحانی اور اخلاقی بیماریوں کا علاج اور ان کے لیے شفا کا نسخہ ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ (بنی اسرائیل ۱۷:۸۲) ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ

نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

۷- ہدایت سے کامیابی کا رشتہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ ہے ایمان' قبولیت اور اطاعت کا۔ اس کا لازمی حصہ یہ ہے کہ اس ہدایت پر خود بھی عمل کیا جائے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام بھی کیا جائے کہ حق' نور' میزان اور نسخہ شفا کا یہ فطری تقاضا اور مطالبہ ہے۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الانعام ۶:۱۵۵) اور یہ کتاب ہم نے نازل کی' ایک برکت والی کتاب' پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو' بعید نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا (النساء ۴:۴۷) اے وہ لوگو جنھیں کتاب دی گئی تھی' جان لو اس کتاب کو' جو ہم نے اب نازل کی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ○ (الزمر ۳۹:۲) (اے نبیؐ) یہ کتاب ہم نے تمھاری طرف برحق نازل کی ہے' لہٰذا اللہ ہی کی بندگی کرو' دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ط اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ○ (الاعراف ۷:۱۷۰) جو لوگ کتاب کی پابندی کرتے ہیں اور جنھوں نے نماز قائم کر رکھی ہے یقیناً ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کرتے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ط (النساء ۴:۱۰۵) اے نبیؐ' ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ جو راہ راست اللہ نے تمھیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط (الانعام ۶:۱۹) اور یہ قرآن میری طرف بطور وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمھیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ○ (ق ۵۰:۴۵) پس تم اس قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرو جو میری تنبیہہ سے ڈرے۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ (القمر ۵۴:۱۷) ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان ذریعہ بنا دیا ہے' پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

ہدایت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ ممکن نہیں لیکن قرآن کے الھدیٰ ہونے کے چند پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس سے اس بابرکت کلام کی اصل حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملے گی' اس سے اپنا تعلق جوڑنے کی بنیادوں کی تفہیم ہو گی اور اس عظیم کتاب کے پیغام اور مشن تک رسائی میں مدد ملے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن ایک کتاب ہدایت اور انسانی زندگی اور تاریخ انسانی میں انقلاب برپا کرنے والی دعوت اور تحریک کا داعی ہے۔ قرآن کی بنیادی دعوت ہی یہ ہے کہ انسان اللہ کا بندہ بن جائے' اس کے سوا کسی کو الٰہ نہ بنائے' کسی دوسرے کی بندگی نہ کرے' عبادت اور اطاعت کو صرف اللہ کے لیے خالص

کرے' دنیا کو مطلوب نہ بنائے اور آخرت کی کامیابی پر نگاہ کرے' اس سے دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی۔ کش مکش حیات سے گریزاں نہ ہو اور حق و باطل کی جنگ میں حق کا علم بردار اور ظلم' باطل اور طاغوت سے ٹکر لینے کے لیے تیار ہوجائے۔ اللہ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرے اور ان میں سب سے بڑے حق--- ہدایت میں شرکت اور زندگی کی تاریکیوں کو اللہ کے نور سے منور کرنے کی سعی کرے۔ خیر کی طرف دعوت دے' نیکیوں کا حکم کرے اور برائیوں کو نیست و نابود کرنے کی جدوجہد کرے--- یہی وہ جدوجہد ہے جس میں بندہ قرآن کے پیغام کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے گا' اور ہر قدم پر قرآن کو اپنا راہنما اور ساتھی پائے گا۔ قرآن جہاد مسلسل کی دعوت دیتا ہے اور یہ اس کے ہدایت ہونے کا لازمی اور منطقی تقاضا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت میں قرآن کا یہی سراپا دیکھا جا سکتا ہے۔ غار حرا میں اللہ نے اپنے بندے کو جس ہدایت کا آغاز اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ (پڑھو اے نبیؐ ' اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا) کی شکل میں کیا تھا اور پھر قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو) کے حکم سے اللہ کے باغیوں اور خود اپنے پیدا کرنے والے سے غافل ہو جانے والوں کو بیدار کرنے اور رب کی بندگی اور طاغوت سے بغاوت کے جس راستے کی طرف پوری انسانیت کو بلانے کی تحریک کا آغاز کیا تھا' وہی اللہ کی سنت' اللہ کے رسولؐ کا طریقہ اور منہج ہے۔ قرآن کش مکش کی اس زندگی کے لیے راہنما' ہدایت اور نقشہ کار فراہم کرتا ہے۔ قرآن کی اس حقیقت کو سمجھے بغیر نہ اس سے استفادہ ممکن ہے اور نہ اس کے بتائے ہوئے طریقے کو سمجھا اور قائم کیا جا سکتا ہے ؎

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

قرآن کا پیغام بڑا مختصر' بڑا واضح اور بڑا انقلاب آفریں ہے اور اگر دریا کو کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے تو اس پیغام کو ایک جملے میں اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ کونوا عباداللّٰہ اے لوگو' اللہ کے بندے بن جاؤ۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرہ ۲:۲۱) لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے رب کی' جو تمھارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں' ان سب کا خالق ہے۔ تمھارے بچنے کی توقع اسی صورت سے ہو سکتی ہے۔

اہل کتاب کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے پوری انسانیت کو دعوت کے مرکزی نکتے کی

طرف بلاتا ہے۔ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ (اٰل عمرٰن ۳:۶۴) آؤ ایک اسی بات کی طرف جو ہمارے تمھارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی اور اطاعت کرنے والے) ہیں۔

قرآن و سنت کا اصل پیغام اور دعوت، اللہ اور صرف اللہ کی بندگی کا راستہ اختیار کرنا ہے جس کے لیے لازم ہے کہ عبودیت، ہدایت اور اطاعت سے ہر اس مرکز سے برأت کا اعلان ہو جو اللہ کا باغی ہو۔ جھوٹے خداؤں اور معبودوں کا انکار بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ایک اللہ کا اقرار (لا الٰہ الا اللہ) اور اسی کی تشریح قرآن میں بار بار کی گئی ہے کہ:

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۭ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (البقرہ ۲:۲۵۶) جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَی اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ (النحل ۱۶:۳۶) ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی اختیار کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو--- اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔ وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰی ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِکَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ (الزمر ۳۹:۱۷-۱۸) جن لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا ان کے لیے خوش خبری ہے۔ پس (اے نبیؐ) بشارت دے دو میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور اس کے لیے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت بخشی ہے اور یہی دانش مند۔

قرآن کی دعوت کا اصل ہدف اللہ کے بندوں کو صرف اللہ کی بندگی کی طرف بلانا ہے اور اطاعت اور بندگی ان تمام سلسلوں کو پاش پاش کرنا ہے جن میں انسان گرفتار رہے ہیں خواہ وہ نفس اور اپنی خواہشات کی بندگی ہو یا دوسرے انسانوں، اقتدار کے سرچشموں اور اربابًا من دون اللّٰہ کی اطاعت اور ان کے آگے سپردگی۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ○ (البینۃ ۹۸:۵) اور ان لوگوں کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ (الزمر ۳۹:۱۱-۱۲) (اے نبیؐ) ان سے کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا کہ سب سے پہلے خود مسلم بنوں۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف: ۱۲:۴۰) فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیک اور سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

قرآن کا پیغام بہت صاف اور واضح ہے۔ حکم، بندگی اور اطاعت صرف اللہ کے لیے ہے۔ کوئی اور کسی درجے میں بھی اس کا سزاوار نہیں۔ اللہ کی بندگی کا دعویٰ اور غیراللہ کی اطاعت اور اللہ کے باغیوں کے طریقوں، قوانین اور روایات کی پیروی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ یہ تضاد اور تناقض ہے جس سے ایک مسلمان کی زندگی کو پاک ہونا چاہیے۔ قرآن انسان کو تمام آستانوں سے کاٹ کر صرف ایک اللہ کی بارگاہ میں سجدے کی تعلیم دیتا ہے اور انسان کی پوری زندگی کو اللہ کے رنگ میں رنگنے کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ کے بندوں کے بارے میں بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دوعالَم سے خفا میرے لیے ہے

قرآن و سنت اپنے ماننے والوں کی زندگی کو دو رنگی اور منافقت سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں۔ قرآن کا مطالبہ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ (البقرہ ۲:۲۰۸) اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (البقرہ ۲:۸۵) تو کیا تم

کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ انکار کی روش اختیار کرتے ہو۔ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں جو تم کر رہے ہو؟

زبان سے اقرار اور عمل سے انکار بھی بندگی اور اطاعت شعاری سے مطابقت نہیں رکھتا۔ قرآن کا صاف اعلان ہے کہ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف ۶۱:۲-۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔

ایمان اور عمل صالح ایک ہی سکے کے دو رخ اور ایک ہی تصویر کے دو پہلو ہیں۔ قول و فعل کا تضاد یا اللہ کے احکام میں رد و قبول کی روش کفر اور منافقت کی شکلیں ہیں، اہل ایمان کا طریقہ نہیں۔ قرآن کا پیغام تو یہی ہے کہ خدا کے مخلص بندے بن جاؤ، اس کی اطاعت کو اپنا شعار بنا لو اور اس طرح صبغة اللّٰه میں یک رنگ ہو جاؤ کہ تمھیں دیکھ کر لوگ پکار اٹھیں کہ یہ ہیں عباد الرحمٰن۔

قرآن و سنت سے جن کا رشتہ ایمان، اخلاص اور وفاداری کا ہے وہ زندگی کا جو اسلوب اختیار کرتے ہیں اسے قرآن ربانیون (اللہ والوں) کے پیار بھرے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ یہ بندے اور اللہ کے درمیان ایک گہرے اور قریبی رشتے کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہ ہر آستانے کو چھوڑ کر اپنے رب حقیقی کے دامن کو تھامنے والے ہیں، اسی کی رضا کے متوالے، اسی کے احکام کے پابند، اور اسی کی خوشنودی کے طالب۔ جن باتوں سے وہ خوش ہو ان کے لیے حریص، جن امور سے وہ ناخوش ہو، ان سے اجتناب اور نفرت، ان کا طریقہ ہے۔ ہر کام اور ہر معاملے میں اللہ کی یاد اور اس کی رضا کی تلاش، ان کا وطیرہ ہے۔ ان کی جو تصویر قرآن پیش کرتا ہے وہ کتنی حسین اور دل کش ہے۔ اللہ کا نبی ان کو رب کا بندہ بننے کی دعوت دیتا ہے۔

كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ (آل عمرٰن ۳:۷۹) (اے لوگو) سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔

ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط (الفتح ۴۸:۲۹) وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں، تم جب دیکھو گے انھیں رکوع و سجود اور اللہ کے فضل اور خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔

وہ جو کام بھی کرتے ہیں صرف رب کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰىۚ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ○ (الیل ۹۲:۲۰-۲۱) وہ تو صرف اپنے رب برتر کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے اور ضرور وہ (اس سے) خوش ہوگا۔

اہل ایمان کی محبت کا مرکز و محور ان کا رب ہوتا ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط (البقرہ ۲:۱۶۵) اور جو اہل ایمان ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھنے والے ہیں۔

ان کی دعا اور کوشش یہی ہوتی ہے۔ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (النمل ۲۷:۱۹) اے میرے رب! مجھے قابو میں رکھو کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے اور ایسا عمل صالح کروں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔

ان کی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ نیکیوں کے حصول کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوشش کریں (سابقوا فی الخیرات) اور بعض کے لیے ہدف اور نمونہ مالک کا یہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ص وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (اٰل عمرٰن ۳:۱۳۳) دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمھارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خداترس لوگوں کے لیے مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوش حال' جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں--- اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کرکے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انھیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہو--- اور وہ کبھی دانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔

یہ ہوتی ہے ربانیوں کی کیفیت دل اور یہ ہے ان کا طریقہ--- یہ وہ طریقہ ہے جس کے قرآن و سنت داعی ہیں۔ اللہ سے محبت' اس کی رضا کی طلب' اس کی جنت کا شوق' اس کے عذاب سے پناہ کی سعی و جہد' اس کے بندوں کی خدمت' خطا پر ندامت اور رب سے مغفرت اور عفو و درگزر کی التجا اور تڑپ۔

اس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے
اک بار خطا ہو جاتی ہے' سو بار ندامت ہوتی ہے

ربانیوں کی جو تصویر قرآن و سنت میں نظر آتی ہے اس کا کوئی تعلق رہبانیت اور ترک دنیا سے نہیں۔ اللہ والے تو اللہ کے بندوں کے درمیان زندگی گزارتے ہیں۔ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دنیوی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے ہیں اور ان کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے بھی سرگرم عمل رہتے ہیں۔ (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ التحریم ۶:۶۶) اے لوگو' جو ایمان لائے ہو' بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن محض انسان اور پتھر ہوں گے۔ صلہ رحمی اور انسانوں سے شفقت اور محبت ان کا شکار ہوتا ہے۔ امام رازی نے معروف کی تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں اس طرح کی ہے التعظیم لامر اللّٰہ والشفقۃ علی خلق اللّٰہ یعنی خدا کے احکام کی تعظیم اور خدا کی مخلوق پر شفقت اللہ والوں کی اصل شان ہے۔ وہ نہ زندگی کی مشکلات سے کنارہ کش ہوتے ہیں اور نہ ظلم اور فساد کے آگے ہتھیار ڈالتے یا ان سے سمجھوتہ کرتے ہیں۔ ان کی روش امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہوتی ہے اور ظلم' فسق' ناانصافی اور فساد کے خلاف جہاد ان کی نگاہ میں رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا تزکیہ قلب کے لیے اذکار و اوراد۔ اس لیے کہ اس قرآن کا حکم ہے کہ:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ (التوبہ ۹:۲۴) اے نبیؐ کہہ دو کہ اگر تمھارے باپ' تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارے عزیز و اقارب اور تمھارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمھارے کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمھارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں' تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں تعاون اور گناہ اور زیادتی کی صورت میں عدم تعاون قرآن کا واضح حکم ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ (المائدہ ۵:۲) جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔

قرآن ان لوگوں کی اطاعت سے روکتا ہے جو اللہ کی حدود کو توڑنے والے اور زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں۔ وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ۝ (الشعرا ۲۶:۱۵۱-۱۵۲) ان بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔

اس طرح خود اللہ کے رسولؐ کو اللہ کے نافرمانوں کی بات ماننے سے روکا گیا ہے۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ○ (الدھر ۷۶:۲۴) تم اپنے رب کے حکم پر صبر کرو اور ان میں سے کسی بدعمل یا منکر حق کی بات نہ مانو۔

قرآن جس طرز زندگی کی دعوت دیتا ہے وہ حق پرستی اور انصاف پروری کی زندگی ہے اور یہی چیز اسوہ محمدیؐ اور سنت نبویؐ کو روایتی مذہب سے مختلف بناتی ہے۔ غار حرا کی خانقاہ میں جو پیغام اللہ کے رسولؐ کو ملا وہ دنیا کو اللہ کی ہدایت کے مطابق بدلنے اور انسانی زندگی اور تہذیب عالم کی نئی شیرازہ بندی کا تھا، خلوت نشینی اور ترک دنیا کا نہیں۔ اللہ نے قرآن کی شکل میں اپنے نبیؐ کو ایک نسخہ کیمیا سے نوازا جس سے اس نے انسانیت کے امراض کا علاج کیا اور ایک خداشناس انسان، محافظ عصمت خاندان، اور ایک انصاف پر مبنی معاشرے اور ریاست کے قیام کی جدوجہد کا آغاز کیا۔

در شبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

گویا

ولایت، پادشاہی، علم اشیا کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتہ ایماں کی تفسیریں

یہ انسان اور معاشرے کا نیا ماڈل اور نمونہ ہے جو قرآن اور سنت نبویؐ نے عالم انسانیت کے لیے پیش کیا۔ اس کی بڑی حقیقت پسندانہ عکاسی ایک رومی سیاح نے مسلمانوں کے اولیں دور کا بچشم سر نظارہ کر کے ایک جملہ میں یوں کی تھی کہ رھبان فی اللیل و فرسان فی النھار... یعنی یہ مسلمان رات کو راہب معلوم ہوتے ہیں کہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اور دن کو یہ شہسوار بن جاتے ہیں اور اپنے نیزے بھالے درست کرتے ہیں۔

قرآن و سنت کے پیغام کا سب سے نمایاں پہلو ہی یہ ہے کہ اس نے فرد اور جماعت کی اخلاقی اور روحانی اصلاح و ترقی کو خیر کے فروغ، نیکیوں کے قیام اور انسانی معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے کا ذریعہ بنایا۔ ایمان کی بنیاد پر ایک جماعت اور قوم کو وجود بخشا، زندگی کے پورے نقشے کو اللہ کی ہدایت اور قانون کے تابع کیا۔ شریعت کی رہنمائی صرف عقاید، عبادات اور ذاتی اخلاق تک محدود نہیں ہے بلکہ تجارت، معاشرت، سیاست، مالیات، اجتماعیت، عالم گیریت سب پر حاوی ہے۔ قرآن و سنت جہاں عقائد اور عبادات کی تصحیح و تعین کی خدمت انجام دیتے ہیں وہیں انسانی زندگی کے ہر پہلو اور تہذیب و ثقافت کے ہر معاملے

کی بھی حنابندی کرتے ہیں اور اس طرح انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر شعبہ نور ہدایت سے منور ہو جاتا ہے۔

قرآن تاریخ انسانی کی وہ واحد کتاب ہے جس نے انسان کا ایک نیا نمونہ ہی تیار نہیں کیا بلکہ عقیدے کی بنیاد پر ایک قوم اور ایک معاشرہ' ایک ریاست' ایک نئی تہذیب کو بھی قائم کیا جس نے انسانی تاریخ کے نقشے کو بدل کر رکھ دیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآن محض ایک کتاب نہیں' ایک دعوت اور پیغام ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کی بنیاد پر ایک امت قائم کی جو تاقیامت اس مشن کے لیے جدوجہد کرتی رہے گی جو اس کا مقصد وجود ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط (البقرہ ۲:۱۴۳) اور اسی طرح ہم نے مسلمانوں کو ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (آل عمرٰن ۳:۱۱۰) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے' تم نیکی کا حکم دیتے ہو' بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ ہے اس امت کا مشن' یہ ہے ہر مسلمان کا نصب العین' قرآن و سنت کا اصل پیغام ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندے بنو' اللہ کے دین کو انسانیت تک پہنچانے کے لیے سرگرم عمل ہو جاؤ' اپنے اخلاق' اپنی انفرادی زندگی اور کردار اور اپنے اجتماعی نظام کی شکل میں بہترین نمونہ پیش کرو۔ اللہ کے تمام بندوں کو اللہ کی اطاعت و بندگی کے راستے کی طرف بلاؤ۔ فساق و فجار کے ظلم و طغیان سے انسانیت کو نجات دلانے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دو۔ اسی جدوجہد کا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس کے لیے دنیا میں سب کچھ لگا دینا مسلمان کی معراج اور اس کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ○ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ط نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (الصف ۶۱:۱۰-۱۳) اے لوگو' جو ایمان لائے ہو' میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمھیں عذاب الیم سے بچا دے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ پر' اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور

ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمھیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی--- اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمھیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی حاصل ہونے والی فتح۔ اے نبیؐ اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔

قرآن کا پیغام، رب کی بندگی اور رب کی رضا کے لیے اس کے دین کے غلبے اور اس کے بندوں کو طاغوت کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے دعوت اور جہاد ہے۔ قرآن و سنت ہمیں اس مشن کی طرف بلا رہے ہیں اور ہر سمت سے یہ پکار آرہی ہے یاایھا الذین امنوا کونوا انصار اللّٰہ اے ایمان والو، اللہ کے مددگار بن جاؤ--- اس پکار کا ایک ہی جواب ہے--- نحن انصاراللّٰہ ہم ہیں اللہ کے مددگار!

پوری دنیا میں اسلامی تحریکات نے اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے یہی جواب دیا ہے اور اپنے رب سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کے لیے جان اور مال کی بازی لگا دی ہے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ:

ہرگز نہیں! قسم اللہ کی تم ضرور معروف کا حکم دو اور ضرور منکر سے روکو۔ ظالم کا ہاتھ لازماً پکڑ لو اور اس کو ضرور حق کی طرف پھیر دو (ابوداود، کتاب الملاحم)۔

اس دعوت کا خلاصہ جماعت اسلامی کے بانی امیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ان الفاظ میں قیام جماعت کے وقت بیان کیا تھا اور یہی آج بھی ہمارا اور پوری امت مسلمہ کا نصب العین اور ہدف ہے۔

۱- یہ کہ ہم بندگان خدا کو بالعموم اور جو پہلے سے مسلمان ہیں ان کو بالخصوص اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں۔

۲- یہ کہ جو شخص بھی اسلام قبول کرنے یا اس کو ماننے کا دعویٰ یا اظہار کرے اس کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی سے منافقت اور تناقض کو خارج کر دے اور جب وہ مسلمان ہے، بنا ہے، تو مخلص مسلمان بنے اور اسلام کے رنگ میں رنگ کر یک رنگ ہو جائے۔

۳- یہ کہ زندگی کا نظام، جو آج باطل پرستوں اور فساق و فجار کی رہنمائی اور قیادت و فرماں روائی میں چل رہا ہے اور معاملات دنیا کے نظام کے زمام کار جو خدا کے باغیوں کے ہاتھ میں آگئی ہے ہم یہ دعوت دیتے ہیں کہ اسے بدلا جائے اور رہنمائی و امامت نظری و عملی دونوں حیثیتوں سے مومنین و صالحین کے ہاتھ میں منتقل ہو۔ (دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات، ص ۱۳-۱۴)

پاکستان اور امت مسلمہ ہی نہیں پوری انسانیت کی نجات کا انحصار بندگی رب کی اس دعوت کی کامیابی پر ہے۔